از سلسلہ ''دین بھلائی ہے''

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

الدین النصیحة

مجموعہ مکاتیبِ ثلاثہ

بخدمت اربابِ اہتمام واہلِ تدریس حضرات در مدارسِ دینیہ

مکتوب نمبر (۱) موازنہ

مکتوب نمبر (۲) محاسبہ

مکتوب نمبر (۳) معالجہ

برائے تأمل ومشاروت

از

ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ

مدرس مدرسہ صولتیہ۔ مکہ مکرمہ

مکتوب نمبر(۱)موازنہ

ہمارے اساتذہ کرام کا اعلی علمی معیار اور ہماری حالت زار (الامن رحم اللہ)

محترمی ومکرمی حبی فی اللہ وفقنی اللہ وایاکم حفظکم اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ماہِ محرم الحرام 1439ھ بمطابق ستمبر 2017ء میں کیپ ٹاؤن جنوب افریقہ میں انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ اور مجلس القضاء الاسلامی کے مابین باہمی تنسیق وتعاون سے (**تأهيل العلماء لمواجهة الفتن التى تنشأ باسم الدين**) کے عنوان سے ایک تدریبی دورہ ہوا جس کے اختتام پر میں نے مولانا عبدالخالق صاحب، نائب صدر مجلس القضاء سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میری ملاقات جناب وکیل احمد چوہان صاحب سے کرادیں۔

یہ وہی صاحب ہیں کہ دس سال قبل اسی طرح کا دورہ جب کیپ ٹاؤن میں مجلس القضاء الاسلامی کے زیر انتظام ہوا تھا۔تو اس میں پروگرام کے پیش کرنے والے یہی برادرم چوہان صاحب تھے، جو وکیل ختم نبوت کے طور پر کیپ ٹاؤن کی عدالت میں ختم نبوت کاز کیلئے قابل قدر خدمات پیش کر چکے تھے۔اوراس وقت کے جج نے اپنا فیصلہ اہل اسلام کے حق میں دیا کہ قادیانی مسلم نہیں ہیں۔

میرے پہلے دورہ کے موقع پر برادرم احمد چوہان صاحب نے اس مقدمے کی تفاصیل اور کاروائی کا ریکارڈ بھی دکھایا جو وہاں ایک مکتبہ میں مفصل طور پر محفوظ ہے۔اوراس بار میری ان سے ملاقات کی غرض کچھ مزید ختم نبوت کاز میں مشاورت تھی۔

جناب احمد چوہان صاحب کومقدمہ کی پیروی کیلئے ہمارے اکابر حضرات' جیسے کہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی' حضرت مولانا منظور چنیوٹی رحمہ االلہ، حضرت ڈاکٹر علامہ خالد محمود' شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی اور ڈاکٹر محمود غازی صاحب وغیرہم موضوع مقدمہ پر خوب تیاری کراتے تھے اور یوں وہ ان اکابر حضرات سے موضوع اور قادیانیت کے اس میں دجل کو کافی حد تک سمجھ گئے تھے۔شاید اپنے اسی مذکورہ تجربے کے پیش نظر جناب احمد چوہان صاحب نے ہمارے ساتھ ملاقات پر جو ان کے چیمبر میں ہوئی ایک نہایت ہی مفید اور وقیع رائے پیش کی۔

ان کا نقطہ نظر مجھے بھی بہت ہی قابل قبول لگا کہ میں بھی کئی سالوں سے ردّ فتن کے بارے میں تدریب علماء میں مشغول وارثان نبوت کی (تاہیل) یعنی علمی ترقی اور ان میں مطلوبہ استعداد کے حصول کیلئے کوشاں ہوں۔

بھائی احمد چوہان صاحب نے اپنی تشویش کا کچھ یوں اظہار فرمایا کہ" ہمارے ہاں بڑے بڑے تعلیمی ادارے موجود ہیں، اوران کے بجٹ بھی ماشاءاللہ بہت بڑے بڑے ہیں مگران میں مستقل طور پر ردّ فتن کیلئے بھی شعبے قائم ہونے چاہئے۔ یہ بات وہ اپنے ملک جنوب افریقہ کے حوالے سے کہہ رہے تھے کیونکہ مختلف شکلوں میں فتن اور اہل فتن ان کی سرزمین کا رخ کئے ہوئے ہیں۔

میں نے حالات کا مطالعاتی جائزہ لیتے ہوئے ان کی رائے کی عملی تطبیق پر غور وفکر کیا کہ اس سلسلے میں کیا کیا جاسکتا ہے؟

ہمارے ہاں برصغیر پاک وہندو بنگلہ دیش میں تو الحمدللہ بعض تعلیمی اداروں میں ایسے شعبہ جات قائم ہیں، اور مجھے ہر سال بہت سے اداروں میں جانے کی سعادت بھی حاصل ہوتی

ہے۔اب اس موقع پر مناسب ہوگا کہ اس باب میں حالات کا ایک مفید اور نافع تجزیہ اربابِ اہتمام اور اور مدرسین حضرات کے سامنے پیش کروں جو ہمیں اکابر کے اور اپنے علمی احوال کو سمجھنے اور ان میں باہمی موازنہ اور اپنا محاسبہ کرنے اور پھر ان کے معالجے کیلئے یہ تجزیہ ایک نافع معین ثابت ہوگا اور یہ تجزیہ ہماری واقعاتی حقیقت اور صورت حال پر مبنی ہے۔

ہماری آج کی واقعاتی صورت کیا ہے؟

ہمارے اساتذہ اور ان کے مشائخ اور اور ہم میں علمی صلاحیت میں کھلا تفاوت کس قدر ہے؟ پھر ان فاصلوں کو کس طرح کم کیا جاسکتا ہے؟ اس صورت واقعی میں ہمارے قصور کا جبر یا ہماری کوتاہی اور کمی کے استدراک کی کیا صورتِ ممکنہ ہے؟

یقیناً ہماری یہ سوچ ہمارے ہر مخلص تعلیمی ادارہ کے ذمہ داران اور مدرسین کیلئے باعث فرح وانبساط ہوگی۔اور جو پہلے سے اپنے طلبہ اور مدرسین کے لئے فکرمند ہیں، یقیناً ان کیلئے بھی باعث تشجیع ہوگی۔

بنیادی طور پر اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ ہم اپنے اساتذہ اور ان کے رفقاء کار اور ان کے مشائخ، پھر اپنے اور اپنے طلبہ کے مابین علمی فاصلوں کو دور یا کم کرنے کی سعی کریں اور ہمارے اندر اس کا شوق ورغبت پیدا ہو۔

اس مقصد کے حصول کی خاطر اپنے طلبہ یا زیر تربیت اساتذہ کی وہبی اور کسبی صلاحیتوں کو بڑھانے کیلئے معمول کی تدریس سے کچھ ہٹ کر مستقل طور پر (**تأهيل العلماء**) کے عنوان سے اپنی کوششوں کو تیز تر کردیں، تا کہ ہمارے ہاتھوں فارغ التحصیل طلبہ کا علمی معیار ہمارے اساتذہ کے ہاتھوں فارغ التحصیل طلبہ کے علمی معیار کے متقارب ہو بہت زیادہ متفاوت نہ ہو۔

ہمارے اساتذہ کا علمی وعملی ذوق ہمارا نصب العین ہو۔جس طرح وہ حضرات علم میں رسوخ اور تزکیۃ النفوس دونوں محمود وصف کو محنت سے اکتساب کر کے مطلوبہ معیار تک پہنچ سکے تھے،ہم بھی پہنچنے کی سعی کریں پھر جس طرح وہ اپنے طلبہ میں بھی علم اور تزکیہ کی عظیم دولت بے لوث تقسیم کرتے رہے۔آج ہمیں بھی اس میں سے حظ وافر نصیب ہو،اور یہی ہمارا نصب العین ہو۔

اسی نقطہ نظر کے ایضاح وتبیین کے خاطر اپنے اساتذہ کی ایک مثال ہم پیش کرتے ہیں تا کہ ہم رسوخ علمی اور تزکیۃ النفوس میں انہیں نمونہ بنا کر ہم خود بھی اور اپنے طلبہ اور رفقاء مدرسین کو بھی اس منہج پر چلانے کی کوشش کرسکیں۔

ہمارے استاذ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ جو دیوبند میں شیخ التفسیر تھے، پھر جامعہ عباسیہ بہاولپور میں شیخ الجامعہ رہے،اس کے بعد جامعہ اشرفیہ لاہور میں شیخ الحدیث کے مقام پر فائز رہے۔وہ علوم عالیہ وآلیہ میں مہارت ایک نمونہ کی جامع شخصیت تھے۔

قرآن کریم کے مفسر ان کی تفسیر معارف القرآن ان کے تفسیری مقام کو بیان کرتی ہے۔

وہ محدث بھی تھے کہ تدریس بخاری کے علاوہ مشکاۃ شریف کی عربی شرح التعلیق الصبیح ان کی اس فن میں مہارت کی گواہ ہے ۔

وہ ماہر لغت بھی تھے۔ادب عربی کے باب میں ان کا علمی معیار مقامات حریری کی بزبان عربی شرح پھر مفردات لغویہ کے لئے قرآن وسنت کے مفردات سے ان کا ربط' یہ ان کے لغت عربی میں مہارت کے مقام کو بیان کرتا ہے۔

پھر ہمارے اساتذہ کرام کا علم معلومات علمیہ کے حصول کی حد تک موقوف نہیں تھا بلکہ (**انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء**) کی حسن تطبیق کی وہ سچی تصویر تھے۔ان کے علم نے ان کے

باطن کی صفائی، نفس کا تزکیہ، تقوی اللہ اور خشیت اللہ کی دولت سے ان کے قلوب کو مزین کیا ہوا تھا۔ وہ لوگ علم کے ساتھ ساتھ نور علم سے مزکی اور مربی تھے۔ اصلاح نفس کو انہوں نے دین میں مدّ زائد نہیں سمجھا تھا بلکہ یہ تو اتنا اہم ہے کہ اس سے تو عالم اور غیر عالم کسی کا بھی استثناء نہیں سمجھتے تھے۔

اب ہم اپنی حالت کی طرف آتے ہیں کہ ہماری حالت کیا ہے؟ اسے بھی حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کی زبان ہی سے سنئے:

حضرت صحیح بخاری کے سبق کے دوران نہ صرف ہمارے ضعف یا قصور کو بیان فرماتے وہ اس کے علاج سے بھی خوب واقف تھے اور سببِ مرض سے بھی۔ وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مولوی صاحب ہم میں اور تم میں کیا فرق ہے؟ خوب سمجھ لو۔ کہ ہم لوگ جب فارغ التحصیل ہوتے تو اصلاح نفس اور تزکیہ کی خاطر ہم میں سے بعض رائے پور کا رخ کرتے، جہاں پر اس وقت کے تربیت کے متخصص مولانا عبدالرحیم رائے پوری تھے یا پھر تھانہ بھون کا رخ کرتے جہاں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی تھے، یا سہارنپور کا رخ کرتے جہان مولانا خلیل احمد سہارنپوری تھے۔ اور تمہاری حالت یہ ہے کہ تم فارغ ہوتے ہو تو محراب ومنبر پر کھڑے ہو جاتے ہو اور بغیر اپنی اصلاح کے قوم کے مصلح بن جاتے ہو۔

حضرت کی غرض ہمارے قصور کا چرچا نہیں تھا، نہ ہماری حالت زار پر طنز غرض بلکہ ہمارے احوال کی اصلاح ہی تھی۔ اگر ہم اسی اسلوب کو اپنالیں یا پھر ہمارے تعلیمی اداروں میں رسوخ فی العلم کیلئے جس طرح فصول وکلاسز تو ہم تزکیہ نفوس کیلئے خصوصی مجالس کا اہتمام کریں تو مسئلہ لاینحل نہیں رہے گا۔

ہم نے خود اپنے دور کے اہل اصلاح وتربیت کو دیکھا ہے کہ ان کے ہاں یومیہ کے اعتبار

سے اصلاحی مجلس کا خوب اہتمام ہوتا، جس میں علم کی بجائے صحبتِ صالحین پر زور ہوتا، اور اس امر کا التزام ہوتا کہ آسان زبان میں اپنے سلف کی سیرت یا ترغیب وترہیب کی کسی تصنیف کو باقاعدہ پڑھایا جائے ۔

ایک وقت تھا کہ ہمارے مدارس میں (بقول مفتی تقی صاحب) اصلاح وتربیت اور تزکیہ نفس کیلئے مستقل رسالے شامل نصاب ہوتے تھے۔ یہ اصلاحی صورت حال آج بھی ہم اگر اختیار کرلیں تو ان شاء اللہ کافی حد تک ہمارے طلبہ کے احوال ان شاء اللہ سدھر سکتے ہیں۔

ہمیں رسوخ فی العلم اور تزکیہ نفس دونوں کا خوب اہتمام سے اکتساب کرنے میں اپنے اکابر کو نمونہ بنانا ہوگا۔

وارثان نبوت میں ان دونوں محمود وصفوں کے جمع ہونے سے ہی ہمارے مدرسین اور طلبہ میں ان شاء اللہ مطلوبہ صلاحیت جنم لے گی اور وہ نہ صرف خاتم الشرائع کو علی وجہ المطلوب سمجھنے اور پیش کرنے کے قابل ہوں گے بلکہ اہل الحاد کے نت نئے فتنوں کے حلول بھی ان پر ان کے علم اور تقوی کے بدولت کھلیں گے۔ **واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ** باری تعالی کا سچا ارشاد ہے۔

ہمارے اساتذہ' وہ حضرت مولانا ادریس صاحب رحمہ اللہ ہوں' حضرت مفتی شفیع رحمہ اللہ ہوں ۔حضرت مولانا بنوری رحمہ اللہ ہوں۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ ہوں' یا مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ بانی جامعہ اشرفیہ لاہور ہوں یا حضرت مفتی جمیل صاحب رحمہ اللہ ہوں' یہ تمام حضرات رسوخ فی العلم اور تزکیۃ النفوس ہر دو کے حاصل کرنے والے بلکہ ان کے ماہرین اور نیز وہ ہمیں علوم عالیہ وآلیہ سے مزین ومسلح نظر آتے ہیں۔

آج اگر ہم اپنی سہولت بینی پر غور کریں تو ہمارے بعض ممالک کے دینی اداروں میں تو علوم

آلیہ کو امر زائد سمجھ کر ترک کر دیا جاتا ہے۔ یہ روش یقیناً اکابر کی لائن نہیں۔ یا جوان علوم کو شامل نصاب رکھتے ہیں، وہاں عزیزان طلبہ علمی اصطلاحات کی مہارت سے محروم ہیں، وہ صرف کتابی مثالوں پر موقوف کتاب وسنت اور لغت عربی کی غیر کتابی مثالوں پر عملی تطبیق میں عاجز یا ضعیف نظر آتے ہیں (الامن رحم اللہ)۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارے بعض رفقائے کار اکتسابِ علم کو تو ضروری اور اکتسابِ تزکیہ کو شاید مدّ زائد سمجھ کر اس کا اہتمام نہیں کرتے۔ اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔ یہ ہماری حالتِ زار ہے۔ جبکہ ہمارے اساتذہ کرام علوم کتاب وسنت کو تو عالی اور دیگر فنون کو آلی یا خادم کا درجہ دیتے اور انھوں نے کبھی آقا اور غلام کا تعلق عملی طور پر ٹوٹنے نہیں دیا۔

ہمارے بعض طلبہ علوم عالیہ کی حلاوت کو تو خوب محسوس کرتے ہیں مگر علوم آلیہ کی ہیبت ان پر سوار رہتی ہے، کہ وہ مارے خوف کے ان سے زیادہ تعلق نہیں رکھتے اور علمی حدود کے ادراک سے محروم رہتے ہیں۔ یا اگر کچھ ان میں دلچسپی بھی لیتے ہیں تو پھر بہت سے کتاب کی مثال سے باہر نکل کر عملی تطبیق سے واقف نہیں ہوتے۔

ان واقعاتی حقائق کے مطالعہ کے بعد ہم اہل اہتمام وانتظام کی خدمت میں یہ گذارش پیش کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے اکابر کی جامعیت کو اپنے لئے نمونہ بنانا ہے اور اس کیلئے کوشاں بھی رہنا ہے۔

لہذا رسوخ فی العلم اور تزکیۃ النفوس اور سلوک واحسان کی کاوش میں صرف علماء کرام، مدرسین اور طلبہ ہی کو نہیں بلکہ جمہور امت مسلمہ کو اپنا ہمسفر بنانا ہے مگر مسلمات دینیہ کی تبیین، احقاق حق اور ابطال باطل کیلئے ہمیں اپنے عزیزان طلبہ اور مدرسین کی ایک معتد بہ تعداد کی تربیت کرنی ہے جس کیلئے ہمیں سر جوڑ کر باہمی مشاورت کے ساتھ لائحہ عمل تیار کرنا ہوگا۔

مکتوب نمبر(۲) بعنوان محاسبہ

کن کن علوم میں ہمارے اساتذہ کرام ماہر تھےاور ہماری ان میں حالت زار (الامن رحم اللہ)۔اس باب میں ہم اپنا محاسبہ کریں۔

وحی نبوت انوار ومعارف کا وہ منبع ہے جو اللہ تبارک وتعالی اپنے معصوم بندوں حضرات انبیاء کو عطافرماتے ہیں اوراس سلسلے کوسیدالمعصومین حضرت خاتم النبیین پرختم فرمادیا گیا۔آپ کی وحی تمام گذشتہ وحیوں کی خاتم ہے۔

وحی محمدیہ کی دومعروف قسمیں ہیں:

ا۔وحی متلویعنی قرآن کریم ۔۲۔اورغیرمتلویعنی احادیث نبویہ۔

اب ان دونوں وحیوں کے حاملین حضرت خاتم النبیین کے بعدامت مسلمہ کےعلماءکرام ہی ہیں۔ ان کی اس عظمت کےپیش نظرارشادربانی ہے:

انما يخشى الله من عباده العلماء۔

اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی میں اللہ کی خشیت ہے۔

پھراسی طرح ارشادہے:

يرفع الله الذين آمنوا منكم و الذين أوتو العلم درجات

اللہ کے ہاں اہل ایمان ذی شان ہیں اورعلماءاصحاب درجات ہیں۔

علماءکرام کے بارے میں ایک حدیث میں حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نےفرمایا:

بنی اسرائیل کی قیادت انبیاءفرماتے تھے۔جب ایک نبی اس دنیا سے چلا جاتا تو دوسرانبی آجاتا مگر میں چونکہ خاتم النبیین ہوں،میرے بعدمیرے امت کےعلماء انبیاءکےوارث ہیں۔

یعنی امت کی سیادت وقیادت علماء کرام ہی کریں گے۔ ہمارے علماء کرام الحمدللہ وحی متلو اور غیر متلو دونوں کے محافظ اور امین ہیں۔ اسی وجہ سے امت میں رفیع الشان ہیں۔

ہمارے علماء کرام وحی متلو کی جو تفاسیر حضرات مفسرین سے تواتر کے ساتھ اس امت میں مسلسل طور پر منتقل ہوتی آرہی ہیں، اور ایسے ہی شراح حدیث نے وحی غیر متلو کے جو مفاہیم ومعارف متعین کیئے، علمائے اسلام ہی ان کے حاملین اور نگہبان ہیں۔

اس امت میں جب نصوص وحی میں الحاد کے نام سے سبیل المؤمنین سے انحراف شروع ہوا اور گمراہی کے پیشواؤں نے امت کو متوارث دین سے الگ کرنے کی ناکام مساعی کیں تو اللہ تعالی نے علماء کرام ہی کو دین کے تحفظ کی توفیق عطاء فرمائی۔

یہ الحاد اس دورِ جدید کا نہیں بلکہ یہ پرانا فتنہ ہے۔ اس فتنے میں کئی طبقات شریک ہوئے جو طبقات ہدف بنا کر دین اسلام کے ثوابت اور معارف کو تبدیل کرنا چاہتے تھے اور انسانوں کا یہ گروہ یقیناً اہل کفر میں سے شدید ترین ضرر رساں طبقہ ہے۔

دین کا الحاد سے تحفظ کرنا۔ یہ علماء کرام کی عظیم بڑی ذمہ داری ہے۔ اس کو ادا کرنے کیلئے چند علوم کا استحضار ضروری ہے۔

امام سیوطی نے اتقان میں اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علمائے کرام کیلئے پندرہ علوم میں مہارت کو شرط قرار دیا ہے جو کہ یہ ہیں:

علم لغت، نحو، صرف، اشتقاق، معانی، بیان، بدیع، قراءات، اصول دین، اصول فقہ، اسباب نزول وقصص، ناسخ ومنسوخ، فقہ، مجمل ومبہم، اور علم موہبہ۔

واقعی ہمارے اساتذہ کرام اور ان کے مشائخ اور ہمارے اکابرین ان تمام علوم کے ماہر تھے، وہ رسوخ فی العلم کے ساتھ ساتھ علم موہبۃ اور فتوحات ربانیہ کے نہ صرف قائل تھے بلکہ انہیں حاصل کرنے والے تھے۔ مگر اس دور میں کم ہمتی ہماری عزیمت پر کچھ غالب سی ہوگئی ہے۔ اور رسوخ فی العلم اور تزکیہ نفوس کے اکتساب کی جدوجہد مادیات میں الجھنے کی وجہ سے ماند پڑ گئی ہے (الامن رحم اللہ)

لہذا اہل اہتمام وانتظام اور ہمارے ذی وقار مدرسین حضرات سے گذارش ہے کہ وہ طلبہ میں عزیمت ہمت اور اکابر کے منہج پر قائم رہنے کی خوب محنت کریں۔ وہ ان میں ان دونوں محمود اوصاف کیلئے رسوخ فی العلم اور تزکیۃ النفوس کیلئے ذہن سازی کریں ۔ یہ بھی اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے ہر تعلیمی دینی ادارے میں ہمہ وقت اہل معرفت واحسان موجود رہتے ہیں۔ ان کی مجالس میں طلبہ کو شوق سے بیٹھنے کی ترغیب دلائیں اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں حدود الاشیاء یعنی علوم آلیہ کی اصطلاحات کا استحضار کرائیں۔ اس منہج کو اختیار کرنے سے ہمارے مدرسین اور طلبہ کی تأہیل بھی ہوگی اور ان میں موجود وہبی اور کسبی صلاحیتیں ابھر کر سامنے آئیں گیں۔ پھر وہ اپنی بات قوت سے پیش کریں گے اور اسلام کو درپیش چیلنجز کا ڈٹ کر مقابلہ بھی کر سکیں گے اور دین کے نام سے اٹھنے والے الحادی فتنوں کا معالجہ کرنے کے اہل بھی ہوں گے۔

اسی عظیم مقصد کے حصول کی خاطر ہمارے بعض احباب نے یہ عزم کیا ہے کہ ہم ان شاء اللہ عالم میں مختلف مقامات پر حسب استطاعت علماء کرام اور عزیزان طلبہ کیلئے تاہیلی اور تدریبی پروگرام منعقد کریں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور انہیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ اپنے اس عزم کو پائے تکمیل تک پہنچا سکیں۔

اس نیک ارادے اور عظیم مقصد پر عمل شروع ہو چکا ہے۔ اس کی ابتدا ہم نے جامعہ اشرفیہ لاہور کے اہل اختصاص سے کیا۔ اس کے بعد دار العلوم زکریا۔ جنوب افریقہ میں دورہ حدیث اور اس کے بعد کے مراحل کے طلبہ میں یہ کام شروع کیا ہے۔ اس کے علاوہ دار العلوم نیوکیسل اور کیپ ٹاؤن کے مختلف علماء کرام اور ڈربن میں بھی اس عظیم مقصد کو لیکر سفر کئے۔

میری ایک درخواست اپنے ان ساتھیوں سے ہے جو اس کام کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے ہمارے ساتھ شریک رہے ہیں کہ وہ اس کام کو اس دور کا عظیم الشان کام سمجھیں، جس سے علماء کرام کو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے عالی مقام کے تحفظ کا بھی موقع دے گا اور ساتھ ہی وہ وحی کے انورات کو موثر طور پر پیش بھی کر سکیں گے اور الحادی فتنوں کا مقابلہ بھی کر سکیں گے۔ اور اسلام کے خلاف مختلف چیلنجز کو قبول بھی کر سکیں گے۔

یاد رہے کہ یہ عظیم الشان ذمہ داری ہر دور میں علمائے کرام ہی کی رہی، ہے اور رہے گی۔

اللہ تعالی ہمارے اکابر کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ جو رسوخ فی العلم اور تزکیۃ النفوس میں ہمارے لئے یہ نمونہ ہے۔

ہمیں بھی اللہ تعالی اس عظیم مقصد کیلئے قبول فرمائے اور ہمارے جو ساتھی ہمارے اس عمل اور کاوش میں شریک ہیں، اللہ تبارک وتعالی ان کی بصیرت کو خوب منور فرمائے اور وہ اس کام کیلئے اٹھ کھڑے ہوں۔ ان شاء اللہ تھوڑی سی محنت کے بعد اس کام کے بہت عمدہ نتائج نکل کر سامنے آنا شروع ہوں گے، جنہیں ہم سب ان شاء اللہ محسوس کر کے سرخرو بھی ہوں گے اور خوش بھی۔

مکتوب نمبر (۳) بعنوان معالجہ
اس صورت کا علاج ومعالجہ کیسے ہو؟

اب علمائے کرام کی تأہیل اوراس کے طریقہ کار کے حوالے سے عرض ہے کہ:

چونکہ وحی محمدی قرآن وحدیث عربی زبان میں ہیں اور ہر دو کلام اللہ اور کلام الرسول، وہ لغت اور بلاغت کے اعلی معیار پر ہیں بلکہ لغت اور علوم عقلیہ ونقلیہ کیلئے مرجعیت اور منبع کا درجہ رکھتے ہیں۔ تو اب اہل الحاد کی چالاکی یہ ہے کہ وہ علوم لغت اور علوم عقلیہ اور نقلیہ کے غلط استعمال سے عوام کو اسلامی مسلمات کے بارے میں مغالطات میں ڈالتے ہیں۔

لہذا ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اپنے طلبہ کو ان آیات قرآنیہ اوران کے مفردات اوراحادیث نبویہ اوران کے مفردات میں جن سے اہل الحاد اپنے عمل الحاد کا ارتکاب کرتے ہیں، سب سے پہلے ان مفردات پر لغت اور علوم عقلیہ ونقلیہ کی اصطلاحات کی عملی تطبیق کرائیں۔

اس عملی تطبیق کو ہم ایک مثال سے واضح کرتے ہیں:

ہمیں یاد ہے جب ہم قواعد نحویہ پڑھتے تھے تو ان کی عملی تطبیق کیلئے ''شرح مائۃ عامل'' کی مکمل عبارت کی ترکیب کی صورت میں ان کا اجراء کرتے تھے۔

بس آج اس چیز کی ضرورت ہے کہ ہم لغت، نحو، صرف، بلاغت اور علم اصول ودیگر علوم آلیہ کی روشنی میں شرعی نصوص کی تحلیل کریں خصوصاً وہ نصوص جن سے اہل الحاد انحراف کی شکلوں کو اختیار کرتے ہیں اور مسلمات میں تشکیک پیدا کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ اور یوں ہم آسانی سے اپنے طلبہ پر واضح کر سکیں گے کہ اہل الحاد کس طرح دجل سے کام لیکر ہمارے دینی ثوابت اور مسلمات میں تشکیک پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

یہ کوئی لمبا اور طویل المیعاد عمل نہیں ہے اور نہ کوئی مشکل اور لاینحل کام ہے۔ اگر ہم اپنے طلبہ اور مدرسین حضرات کو چند معین مسائل میں شرعی اور لغوی اصطلاحات کی عملی تطبیق سکھادیں گے اور ان میں تقلیدی کتابی مثالوں سے ہٹ کر کتاب وسنت اور لغت کے مفردات پر تطبیق کا ملکہ پیدا ہوگیا تو ان کیلئے ہر مندرجہ ذیل چار اعمال بالکل آسان ہوجائیں گے۔

پہلا عمل: مسلمات کا فہمِ صحیح۔

دوسرا عمل: مسلمات کی ایضاح وتبیین۔

تیسرا عمل: دینی مسلمات میں اہل الحاد کے دجل کے مواقع کو سمجھنا۔

چوتھا عمل: الحاد فی آیات اللہ کرنے والوں کا تسلی بخش توڑ۔

اور یوں وہ وحی کے انوار ومعارف سے انسانیت کو خوب منور کرسکیں گے۔

برائے مثال:

مثال کے طور پر حیات عیسی علیہ السلام کو لیا جائے۔ امت مسلمہ حضرت عیسی علیہ السلام کے حیات کا مسلمہ عقیدہ پر ایمان رکھتی ہے مگر دوسری طرف قادیانیت یا دیگر اہل الحاد چاہے وہ غامدیت کی شکل میں ہوں یا کسی اور لبادے میں، وہ آیات قرآنیہ میں وارد لفظ توفی میں لغوی اور اصولی انحراف سے ان کی وفات ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتی ہے۔ حالانکہ توفی موت کیلئے حقیقت ہے نہ مجاز۔ توفی سے موت ثابت کرنے والے کئی علوم میں دجل کے مرتکب ہوتے ہیں جس کی آسان توضیح حدود الاشیاء یعنی اصطلاحات علوم آلیہ کی کی درست عملی تطبیق کی مہارت میں ہے۔ حدود الاشیاء میں مہارت حاصل کیئے بغیر ان امور کا حصول ممکن نہیں ہے۔

۱۔ قرآن وسنت کے مفاہیم کا کما حقہ ادراک۔

۲۔ ان کی کما حقہ تفہیم وتوضیح۔

۳۔ اہل الحاد کے اسالیبِ دجل کا ادراک۔

۴۔ ان اسالیب پر مقنع ردّ۔

عملی تطبیق اور اس کے نمونے

مثال نمبر۱:

اذ قال الله یا عیسی انی متوفیک و رافعک اليّ.

اذ: خاص ہے کیونکہ یہ معلوم المراد ہے اور اس کی وضع افراد کیلئے نہیں۔

یا: حرف نداء خاص ہے۔ کیونکہ یہ بھی معلوم المراد ہے اور اس کی وضع افراد کیلئے نہیں۔

عیسی: شخص معین کیلئے علم ہے اور معلوم المراد ہے۔ اور اس کی وضع افراد کیلئے نہیں ہے، خاص الفرد ہے

۔

ان: معلوم المراد ہے، اس کی وضع افراد کیلئے نہیں ہے، خاص ہے۔

ي: معلوم المراد ہے، اس کی وضع افراد کیلئے نہیں، خاص ہے۔

متوفیک: میں متوفی توفی سے اسم فاعل ہے۔ اس کا مادہ وفاء ہے۔ اس کا معنی اتمام و اکمال ہے اور توفی کا معنی اخذ الشیء وافیا ہوتا ہے۔ یہ بھی خاص ہے، کہ معلوم المراد ہے اور اس کی وضع افراد کیلئے نہیں۔ متوفیک کا صریح معنی قابضک تماماً ہے۔ مگر یہ ممیتک اور منیمک سے بھی کنایہ ہوسکتی ہے۔

اس کی تفصیل ہے۔ یہاں صرف نمونہ پیش کیا جارہا ہے۔

مثال نمبر۲:

الله یتوفی الأنفس حین موتها

الله: لفظ جلالہ معلوم المراد اور افراد کیلئے موضوع نہیں لہذا خاص ہے۔

یتوفی: توفی سے فعل مضارع ہے جس کا مادہ اشتقاق وفاء ہے۔ یتوفی کا لغت میں معنی یقبض تماماً ہے ۔ یہی اس کا صریح معنی ہے اور بسبب قرینہ یہ یمیتک اور ینیمک دونوں سے کنایہ ہوسکتا ہے۔

الأنفس: یہ نفس کی جمع ہے جو افراد کیلئے وضع ہوا ہے لہذا یہ عام ہے۔

اس میں بھی تفصیل ہے۔

اس طرح تمام علوم آلیہ کا اجراء کرادیا جائے تا کہ ہمارے طلبہ اور مدرسین کی استعداد اور صلاحیتوں کو

چار چاند لگیں اور وہ اہلِ انحراف کے انحرافات کیلئے سدِّ منیع ثابت ہوں۔

اسی سلسلے میں مشاورت کیلئے آپ کو یہ خط لکھا جا رہا ہے۔ برائے مہربانی امعان سے پڑھنے کے بعد اپنی رائے سے ضرور مطلع کریں۔

اللہ تعالی دارین میں آپ کو سعادت نصیب فرمائے۔

والسلام

خادم العلم والعلماء

ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ

رابطہ:00966503590917

ایمیل:dr.s.a.makki@hotmail.com